آئی او ایس خبر نامہ

جلد: ۹ شمارہ : ۳؍جولائی تا ستمبر۲۰۱۰ء رجب المرجب تا شوال المکرّم ۱۴۳۱ ھ قیمت: 5 روپے

دھلی کی وزیر اعلیٰ مسز شیلا دکشت ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی امپاورمنٹ پر کتاب کا رسم اجراء کرتے ہوئے

ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی امپاورمنٹ کے موضوع پر کتاب کا رسم اجراء

ہندوستانی مسلمانوں کو سیاسی سطح پر بااختیار بنانے کے مسائل پر کانسٹی ٹیوشن کلب میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کی جانب سے ۲۶ جون کو منعقد ایک ورکشاپ میں سیاسیات کے ماہر اور آئی او ایس کے سیکرٹری جنرل پروفیسر ظہور محمد خاں کی تصنیف کردہ کتاب Political Empowerment of Muslims in India کا رسم اجراء دہلی کی وزیر اعلی محترمہ شیلا دیکشت کے ہاتھوں ہوا۔ رسم اجراء کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلی نے کہا کہ آج کے زمانہ میں اصل چیز ماڈرن تعلیم ہے، گرچہ مذہبی تعلیم بھی بہت ضروری ہے کہ اخلاقی اقدار ہمیں مذہبی تعلیم دیتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عصری تعلیم آگے بڑھنے کے لیے ناگزیر ہے، اس کے بغیر آج کام چلنے والا نہیں۔ انہوں نے کتاب، مصنف اور آئی او ایس کو خراج تحسین بھی پیش کیا۔

اسی مناسبت سے ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا تھا جس کے چار سیشن ہوئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد منظور عالم چیرمین آئی او ایس جنھوں نے دن بھر ورک شاپ کی پروسیڈنگ چلائی نیز چوتھے سیشن کی صدارت بھی کی، نے کہا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے پاس صلاحتوں کی کمی نہیں ہے البتہ ان کے سامنے یہ مسئلہ ضرور ہے کہ ''ان کو کیسے استعمال کیا جائے''۔

(بقیہ صفحہ3 پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام ربانی

اور جب ابراہیمؑ نے کہا، اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے دور رکھ، اے رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا، تو جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔!! (ابراھیم:۳۶-۳۵)

اداریہ

عیدالاضحیٰ کا پیغام

عیدالاضحیٰ توحید کی ابراہیمی دعوت کی یادگار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی لوگوں کو اس بات کی دعوت دینے میں بسر کی کہ انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے یہ زیب نہیں دیتا کہ اللہ رب العالمین کے سوا کسی پتھر یا کسی پیڑ یا اپنے ہی جیسے کسی فانی انسان کے آگے سر جھکائے اور اپنے شرف کو شرمسار کرے۔ اسی لئے ابراہیمؑ کو قرآن نے ایک امت حنیفہ (خدا کے لئے یکسو) قرار دیا ہے۔ عیدالاضحیٰ ہر سال ہمیں ابراہیمؑ کی یاد دلاتی ہے۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں: آپ نے جواب دیا کہ یہ تمہارے جد اعلیٰ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ (مسند احمد جلد ۴، صفحہ ۳۶۸) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدالاضحیٰ کی کیا حقیقت ہے، یعنی یہ کہ عیدالاضحیٰ حقیقت میں حضرت ابراہیم کی سنت کی یادگار ہے۔ عیدالاضحیٰ ہر سال ماہ ذوالحجہ کی مخصوص تاریخوں میں منائی جاتی ہے۔ وہ اصل میں حج کی عالمی عبادت کا حصہ ہے۔ حج دراصل حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں سے بھری زندگی کا علامتی اعادہ ہے۔ اسی کا ایک حصہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم و اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی قربانی کی یاد میں انجام دیا جاتا ہے۔ جس کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا مشن عالمی دعوتی مشن تھا۔ آپ کا پورا خاندان اسی دعوتی مشن کا حصہ تھا۔ اسی مشن کی تجدید کے لئے آپ نے حضرت ہاجرہ اور شیر خوار اسماعیلؑ کو متمدن دنیا سے دور عرب کے بے آب وگیاہ میدان میں لے جا کر بسا دیا تھا۔ جب اسماعیلؑ تھوڑے بڑے ہوئے اور شعور کی عمر کو پہنچے تو ''ذبح عظیم'' کا واقعہ پیش آیا کہ حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے خواب کے مطابق بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹا دیا، اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے نے بتایا کہ تمہاری قربانی قبول ہوگئی، اب تم بیٹے کے بدلے ایک دنبہ ذبح کردو (صافات:۱۰۷) حج یا عیدالاضحیٰ میں قربانی دراصل اس سنت ابراہیمی کو دوبارہ زندہ کرنے کا عہد ہے۔ اس موقع پر ساری دنیا کے مسلمان خدا کے نام پر جانور کی قربانی کرتے ہیں۔ اس قربانی کا تعلق انسان کی پوری زندگی سے ہے۔ یعنی اہل ایمان کی پوری زندگی میں قربانی کی اسپرٹ ہونی چاہئے۔ اور ہر مسلمان کو عیدالاضحیٰ کے دن یہ عہد کرنا چاہئے کہ وہ ابراہیم کے طریق حیات کو اپنائے گا۔

(ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی)

چیئرمین : ڈاکٹر محمد منظور عالم
چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر سید عبدالباری
ایڈیٹر : ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی
سرکولیشن منیجر : سید محمد ارشد کریم
پیج میکنگ : روح اللہ فرہاد

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز
۱۶۲، جوگابائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

بدل اشتراک : 20 روپے سالانہ

فون نمبر 26981187,26989253 فیکس 26981104
E-mail:- manzoor@ndf.vsnl.net.in
Web site: www.iosworld.org

ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی امپاورمنٹ — ورک شاپ کا ایک منظر

(باقی صفحہ نمبر 1 کا)

ورکشاپ کے آغاز میں پروفیسر ظہور محمد خان نے موضوع کا جامع تعارف پیش کیا، اس سلسلہ میں آئی او ایس کی شایع کردہ سیریز کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وطن عزیز میں مسلمانوں کو بااختیار بنانے سے متعلقہ ایشوز پر وسیع تناظر اور مثبت انداز میں غور کیا جانا چاہیے۔

پروفیسر ظہور محمد خان نے اپنی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے کردار اور مقام سے متعلق مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے تین زمرے رہے ہیں اور جو آج بھی باقی ہیں۔ مسلمانوں میں ان کو ڈاکٹر سید عابد حسین نے مذہبی قوم پرست ،سیکولر قوم پرست اور فرقہ پرست قرار دیا ہے، اور غیر مسلموں میں ان کو فرقہ پرست ،سیکولر اور سوشلسٹ بتایا ہے۔ مسلم گروہ اپنے داخلی تضادات کا شکار رہے ہیں اور وہ ایسی قوت حاصل نہیں کرسکے جو سیاسی طور پر مسلمانوں کی رہنمائی کرسکے جبکہ غیر مسلم گروہ اپنے اپنے ایجنڈے میں مصروف ہیں جس کے تحت مسلمان یا تو دشمن سمجھے گئے یا حاشیہ پر رکھے گئے۔ یعنی نظریاتی طور پر ایسا کوئی گروہ نہیں کہ جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کھڑا ہو۔ اس سب کے پیش نظر ایک نظریاتی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ جس کے آغاز کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور یہ ورکشاپ کیا جارہا ہے۔

مسلمانوں کے امپاورمنٹ پر ہوئے اس ورکشاپ میں جن ماہرین ،اسکالروں اور سماجی کارکنوں نے حصہ لیا ان میں خاص یہ ہیں:

ڈاکٹر محمد منظور عالم چیرمین آئی او ایس ، پروفیسر ظہور محمد خان سکریٹری جنرل آئی او ایس، پروفیسر منظور احمد سابق وائس چانسلر آگرہ یونی ورسٹی، اسلامی اقتصادیات کے ماہر ڈاکٹر اوصاف احمد پروفیسر رفاقت علی خان سابق صدر شعبہ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ، ڈاکٹر بشیر احمد علیگ ،ایم اے سلطان، ڈاکٹر این رسول صدیقی آئی اے ایس، ڈاکٹر عقیل خاں، پروفیسر افضل وانی ،موجی خان، سابق اے سی پی، ڈاکٹر قیام الدین ایڈوکیٹ، مشتاق احمد ایڈوکیٹ، مظفر حسین غزالی، فیروز غازی ایڈوکیٹ، شیخ منظور احمد پروفیسر اے ایس نارنگ، پروفیسر ایم مجتبیٰ خان اور پروفیسر اشتیاق دانش وغیرہ۔ ورکشاپ کے آخر میں ایک نونکات پر مشتمل قرارداد بھی پیش کی گئی جسے سامعین بیک آواز منظور کیا۔

انسداد فرقہ وارانہ فسادات بل پر ایک مباحثہ

فرقہ وارانہ فسادات بل پر مباحثہ کا ایک منظر

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز نئی دہلی کی طرف سے ۱۴ جون ۲۰۱۰ء کو انڈیا انٹرنیشنل سینٹر میں انسداد فرقہ وارانہ تشدد بل پر ایک مباحثہ کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت پرفیسر منظور احمد سابق وائس چانسلر آگرہ یونی ورسٹی نے فرمائی۔ اپنے صدارتی کلمات میں انہوں نے بتایا کہ موجودہ شکل میں یہ بل فسادات پر قابو پانے میں بالکل ناکام رہے گا، کیونکہ اس بل میں ایسا کوئی التزام نہیں ہے جس سے فساد کرنے اور کرانے والوں کی گرفت ہو سکے۔ انہوں نے بل کی مختلف دفعات کی نشان دہی کرتے ہوئے بل کی خامیوں کو اجاگر کیا۔

انسٹی ٹیوٹ کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے فرمایا کہ یہ بل پارلیمنٹ کے مان سون سیشن میں پاس ہونے جا رہا ہے اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ بل کے تعلق سے ہم اپنے سجھاؤ اور مشورے حکومت ہند کو جلد سے جلد ارسال کر دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس بل کے سلسلہ میں یو پی اے کی صدر محترمہ سونیا گاندھی کی سوچ بہت مثبت ہے۔ اور وہ چاہتی ہیں کہ اس سلسلہ میں غیر سرکاری تنظیموں اور اقلیتوں کی طرف سے جو مشورے آئیں ان کو اس بل میں شامل کر کے ایک ایسا مناسب اور سخت قانون بنایا جائے جس سے فرقہ وارانہ فسادات اور تشدد کی روک تھام میں مدد ملے۔

اس مذاکرہ میں سارے شرکاء کی یہ رائے سامنے آئی کہ موجودہ شکل میں یہ بل قابل قبول نہیں ہے لیکن چونکہ حکومت کا ذہن اس سلسلہ میں صاف ہے اور وہ اس میں مناسب ترمیمات کے لیے تیار ہے۔ اس لیے اپنے مشوروں اور ترمیمات سے حکومت کو آگاہ کیا جائے۔ تاکہ حکومت ان ترمیات کو بل میں شامل کر سکے۔ شرکاء نے یہ محسوس کیا کہ فرقہ وارانہ تشدد کی موجودہ تعریف ناکافی ہے اور اسے اور جامع اور وسیع ہونا چاہیے۔ بل میں ایسا التزام ہونا چاہیے جس سے مقامی انتظامیہ، جیسے ضلع مجسٹریٹ، پولیس سپرنٹنڈنٹ اور مقامی تھانے دار کو براہ راست ذمہ دار ٹھہرایا جا سکے اور ان کو فوراً معطل کیا جا سکے۔ اسی طرح سے یہ بھی محسوس کیا گیا کہ بل میں ایسی شقیں ڈالی جائیں جس سے ۲۰۰۲ء میں گجرات میں ہوئے جیسے فسادات پر قابو پایا جا سکے۔ اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ایسے فسادات دوبارہ نہ ہوں۔ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ سرکاری افسروں پر فوجداری مقدمہ چلانے کے لیے حکومت سے اجازت لینے کے طریقہ کو آسان بنایا جائے یا اسے پوری طرح ہٹا ہی دیا جائے۔ بل میں یہ التزام ہے کہ جس علاقہ میں فرقہ وارانہ تشدد بھڑک اٹھا ہو اس علاقہ کو فرقہ وارانہ تشدد والا علاقہ قرار دیے جانے کے بعد ہی اس قانون کا اطلاق اس علاقہ میں ہوگا۔ لیکن یہ محسوس کیا گیا کہ اگر ریاستی حکومت کسی علاقہ کو تشدد زدہ علاقہ قرار نہیں دیتی ہے تو کون ذمہ دار ہوگا اور اس علاقہ کو تشدد زدہ علاقہ کیسے قرار دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے قانونی مشورے آئے جن کو اگر بل میں شامل کر لیا جاتا ہے تو مجوزہ قانون کافی مؤثر ثابت ہوگا۔ یہ طے پایا کہ اسی طرح کی ایک اور مشاورتی میٹنگ عن قریب ہوگی۔ اور آخر میں جو بھی مشورے اس سلسلہ میں طے ہوں گے انہیں حکومت ہند، وزارت قانون اور وزارت داخلہ کو بھیجا جائے گا۔

اس مباحثہ کے اہم شرکاء میں جناب یوسف حاتم مچھالہ سینئر ایڈووکیٹ، مسٹر نسیم احمد سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ڈاکٹر ابو صالح شریف، جناب موجی خان سابق اے سی پی، جناب مشتاق احمد ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، فیروز غازی ایڈووکیٹ اور محمد طارق صدیقی ایڈووکیٹ کے نام قابل ذکر ہیں۔

ایودھیا فیصلہ کے قانونی نتائج پر مذاکرہ

بابری مسجد کے سلسلہ میں الہ آباد کی لکھنؤ بینچ نے جو فیصلہ دیا اس کے نتائج واثرات سے سول سوسائٹی کو باخبر کرنے اوراس کو متحرک کرنے کے لیے معروف تھنک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز (Ios) نے 7/اکتوبر 2010 کو اس پر ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا جس میں سپریم کورٹ کے سینئر وکیل جناب ایم ایم کشیپ نے اپنے خیالات کا تفصیل سے اظہار کیا، جبکہ پروفیسر افضل وانی نے اس مذاکرہ کی صدارت کی اورموضوع اورمقرر کا تعارف جناب مشتاق احمد ایڈوکیٹ سینئر وکیل سپریم کورٹ نے کرایا۔

فاضل مقرر نے بابری مسجد کیس پر روشنی ڈالی اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بارے میں اپنی دوٹوک رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ میں فیصلہ شہادتوں اورقانونی ثبوتوں کی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ آستھا کو بنیاد بنایا گیا ہے۔اورکورٹ میں عقیدہ یا آستھا کو سرے سے کوئی شہادت اورثبوت نہیں مانا جاتا لہٰذا یہ فیصلہ بہت افسوس ناک ہے ۔اوراس کے خلاف سپریم کورٹ میں ضرور جانا چاہیے ورنہ تو ملک میں ایک غلط نظیر قائم ہوجائے گی۔اوراگر اب نہیں تو ۱۰،۲۰ سال بعد اس کے خطرناک نتائج ومضمرات سامنے آئیں گے۔

مقرر نے اس پر بھی زوردیا کہ بابری مسجد کی جو اصل جگہ ہے۔اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے۔ مذاکرہ کے شرکاء نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ جس طرح ہائی کورٹ نے آستھا کی بنیاد پر یہ فیصلہ دیا ہے یہ بھی تو ممکن ہے کہ سپریم کورٹ بھی یہی رخ اپنائے اورکسی طرح معاملہ کو نپٹانے کی کوشش کرے۔اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ میں اس کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ باقاعدہ طے شدہ امر ہے کہ عقیدہ وآستھا کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔

مقرر نے کہا کہ ملک میں بہت سی طاقتیں اپنا کھیل رہی ہیں ایسے میں مسلمانوں اوروطن دوستوں کو سامنے آنا چاہیے اوراس ملک کو بچانے کا کام کرنا چاہیے جس کے لیے ملک میں شفاف عدالتی کارروائی ،جمہوری اورسیکولرروایات کی پاسداری ضروری ہے۔

اس مذاکرہ میں پروفیسر افضل وانی ، پروفیسر اقبال حسین ،مشتاق احمد ایڈوکیٹ،سینیر صحافی ضیاء الحق ،ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس ،سپریم کورٹ کے سابق وکیل اسراراحمد،موجی خان اور پرواز رحمانی ایڈیٹر سہ روزہ دعوت نے سرگرم حصہ لیا اورمیڈیا کے نمائندوں اورملی رہنماؤں وکارکنوں نے خاصی بڑی تعداد میں حصہ لیا اور پروگرام کو کامیاب بنایا۔

حق تعلیم ایکٹ کے مضمرات پر شام مذاکرہ

سماجی تحقیق کے معروف ادارے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز نئی دہلی نے 2/اگست 2010 کو حق تعلیم ایکٹ کے مضمرات پر ایک مباحثہ کا اہتمام کیا جس کی صدارت پروفیسر ظہور محمد خان جنرل سیکریٹری آئی او ایس نے کی۔ انہوں نے کہا کہ اس قانون پر گفتگو کرتے ہوئے ہمیں یہ خیال رہنا چاہیے کہ یہ مسلم ایجوکیشنل بل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر کام کا ٹھیکہ حکومت نے نہیں لیا ہے۔ بلکہ شخصی، جماعتی اور ملی سطح پر بھی بہت کچھ کرنا چاہیے۔ این جی او وغیرہ کے کرنے کے کام بھی بہت ہیں اور جمہوریت اسی طرح چلا کرتی ہے۔ سینیر صحافی اے یو آصف نے اسلام میں علم کی اہمیت بیان کی نیز میثاق مدینہ کے حوالہ سے بتایا کہ پوری تاریخ اسلام میں مفت اور لازمی تعلیم کا پہلو بہت ابھرا ہوا نظر آتا ہے۔

انہوں نے لارڈ میکالے کے حوالے سے موجودہ حق تعلیم ایکٹ کو میکالے کے منصوبہ تعلیم کا ایک حصہ قرار دیا۔ سینیر ایڈوکیٹ مشتاق احمد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تفصیل سے بل کا جائزہ لیا اور بتایا کہ اس قانون سے مدارس اسلامیہ پر کوئی زد نہیں پڑتی البتہ یہ ممکن ہے کہ سرکار سے منظور شدہ مدارس کو اس سے کچھ نقصان ہو۔ کیونکہ مدارس کو آزادی سے کام کرنے کی اجازت آئین ہند کی دفعہ ۲۶ سے ملتی ہے اور حق تعلیم قانون آرٹیکل ۲۱ کے تحت بنایا جا رہا ہے۔ ہاں اقلیتی تعلیمی اداروں پر اس کی زد پڑ سکتی ہے جس پر ہمیں سوچنا چاہیے اور کوئی لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ قانون صرف سیکولر تعلیم اور وہ بھی بنیادی تعلیم کو موضوع بحث بناتا ہے۔ صحافی خورشید عالم نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ہر چیز کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ اور اس قانون سے مادری زبان اردو کے حق میں کام لیا جا سکتا ہے۔

مذاکرہ کے دیگر شرکاء میں ڈاکٹر سید عبدالباری ایڈیٹر ملی اتحاد، موجی خان، مشرف حسین، پروفیسر سید جمال الدین ایڈیٹر ہیومن رائٹس ٹوڈے اور حکیم ظل الرحمان وغیرہ تھے۔

مردم شماری ۲۰۱۱ء پر مذاکرہ

اسٹیج پردائیں سے پروفیسر ظہور محمد خاں سکریٹری جنرل آئی اوایس، چیرمین آئی اوایس ڈاکٹر محمد منظور عالم، مولانا محمد عبداللہ مغیثی اور ڈاکٹر ابوصالح شریف

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز نئی دہلی کی طرف سے ۱۹ جون ۲۰۱۰ء کو کانسٹی ٹیوشن کلب میں مردم شماری ۲۰۱۱ پر ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت مولانا عبداللہ مغیثی صدر آل انڈیا ملی کونسل نے فرمائی۔ابتدائی کلمات میں آئی اوایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اس مذاکرہ کی ضرورت اورغرض وغایت پر روشنی ڈالی اور ڈاکٹر ابوصالح شریف رکن نیشنل کونسل برائے تطبیقی معاشی تحقیقات نئی دہلی نے کلیدی پیپر پیش کیا۔جس میں انہوں نے بتایا کہ موجودہ مردم شماری مہم کے تین حصے ہوں گے۔ پہلے حصہ میں house listing ہوگی دوسرے حصہ میں مذہب کا سوال ہوگا اور تیسرے حصہ میں جاکر شاید ذات کے بارے میں پوچھا جائے۔جو ایک ٹیڑھا مسئلہ بن سکتا ہے۔اس کے بعد انہوں نے تفصیل سے وہ وجوہات بیان کیں جن کی وجہ سے آج ذات کا سوال اٹھا ہے۔منڈل کمیشن کے بعد اوبی سی کی کیٹیگری بنائی گئی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ ایس سی اور ایس ٹی کے علاوہ جو اور پسماندہ طبقات رزرویشن کے فائدوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ان کو بھی اس میں شریک کیا جائے پالیسی بن گئی جس میں خامی نہیں تھی مگر اوبی سی کا سرٹی فیکیٹ تحصیل دار کو دینا تھا اس لیے مسلمانوں کو عملا منڈل کمیشن سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔انہوں نے مختلف ریاستوں میں ذات پات کی تقسیم اور میکنزم کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا کہ کرناٹک میں مسلمان ۱۲فیصد ہیں۔مگر پھر بھی ان کی شراکت ۱۰فیصد ہے۔کیرالا کے مسلمانوں نے بعض مخصوص طبقات کو الگ کرکے اپنے کو ۹۹فیصد اوبی سی میں شامل کرالیا ہے۔انہوں نے اس کے دوحل تجویز کیے۔ ۱۔قومی اور ریاستی سطح پر تمام مسلمان اپنے آپ کو اوبی سی درجہ میں شامل کروالیں ۔۲۔ کرناٹک کے ماڈل پر مختلف ریاستوں میں الگ الگ فیصد تمام مسلمانوں کے لیے رزرویشن مانگا جائے مثلاآسام میں ۱۶رفیصد اور یوپی میں ۱۲فیصدوغیرہ۔

لوک جن شکتی پارٹی کے لیڈر جناب عبدالخالق نے کہا کہ ملک میں ابھی ایسا ماحول نہیں ہے کہ کوئی بھی گورنمنٹ تمام مسلمانوں کو بیک ورڈ کا درجہ دینے کے لیے تیار ہوجائے۔

اس موقع پر موجی خاں، مشرف حسین، فرح نقوی، عبدالحمید نعمانی، یلیین علی عثمانی، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس ، مولانا عبدالوہاب خلجی، محمد الیاس ملک، مولانا ارشد فاروقی، پروفیسر نوشاد علی آزاد، مولانا گلزار قاسمی، مولانا یعقوب بلندشہری، مولانا نیاز فاروقی، جمعیۃ علماء ہند، ڈاکٹر پرویز میاں فیروز غازی ایڈوکیٹ اور خورشید عالم نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

اس موقع سے اس کاز کو آگے بڑھانے کے لیے ایک کوآرڈی نیشن کمیٹی آف انڈین مسلمز برائے مردم شماری ۲۰۱۱ء کی تشکیل بھی ہوئی۔

کوآرڈی نیشن کمیٹی فارسینسز اینڈ ریزرویشن کی میٹنگ

کوآرڈی نیشن کمیٹی فارسینس اینڈ رزرویشن کی ایک میٹنگ کمیٹی روم آئی اوالیس بلڈنگ جوگابائی میں منعقد ہوئی۔جس میں مردم شماری کے فارم میں ذات کے کالم کوشامل کرنے کے پہلو پر غوروخوض کیا گیا۔

شرکاء کا عام احساس تھا کہ مردم شماری میں ذات کا کالم شامل کرنے کی بات بے سبب نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے طویل المدتی منصوبہ کی جھلک ملتی ہے اور یہ پورامعاملہ رزرویشن سے جڑاہواہے۔اس لیے ہمیں پورے ہوم ورک کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔اس موقع پر کنوینرکمیٹی ڈاکٹرمحمد منظورعالم نے کہا کہ اس پورے عمل میں ہمیں ملی وحدت اوراسلامی اخوت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی ضرورت ہے اوراسی کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہمیں جدوجہد کرنی ہے۔اس واسطے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔جس کے حوالہ یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ اوبی سی کے سلسلہ میں جائزہ لے اورموضوع سے دل چسپی رکھنے والے حضرات سے صلاح ومشورہ کرکے ایک Concept note تیارکرے تاکہ اس کی روشنی میں مسلم اراکین پارلیمنٹ کی ایک میٹنگ بلائی جاسکے تاکہ گروپ آف منسٹرز میں مسلمانوں کی نمائندگی کی جاسکے۔

واضح رہے کہ کوآرڈی نیشن کمیٹی آف سینس اینڈ رزرویشن کا قیام ۱۹ جون کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے زیراہتمام مردم شماری ۲۰۱۱ء پر منعقد ہوئی ایک گول میز کانفرنس میں ہواتھا۔جس میں مسلم جماعتوں، اداروں اور تنظیموں کے نمائندوں، دانشوروں اورمعروف ملی شخصیات نے شرکت کی تھی۔

کوآرڈی نیشن کمیٹی فارسینس اینڈ ریزرویشن کی میٹنگ میں شرکت کرتے ہوئے ملی ذمہ داران وکارکنان

اس موقع پر جوملی ذمہ داران میٹنگ میں شریک ہوئے ان میں اہم افراد یہ ہیں: ،ڈاکٹراوصاف احمد،نوید حامد،مجتبی فاروق (جماعت اسلامی) مشرف حسین، ڈاکٹرقاسم رسول الیاس ایڈیٹرافکارملی،موجی خان،(ملی کونسل) محمدالیاس ملک وغیرہ۔

PRINTED MATTER

FROM
IOS KHABARNAMA
162, Jogabai Main Road
JAMIA NAGAR
NEW DELHI-110025

....

....

....

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006